اسلامی تحقیق کا مفہوم' مدّعا اور طریق کار (۳)

ہمارے تحقیق اسلامی کے اداروں کے سامنے کرنے کا اصل کام

تحریر : ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم

ہمارے معاشرہ کے موجودہ حالات در حقیقت کس چیز کے مقتضی ہیں

جس چیز کو ہم معاشرہ کا ایک ناگزیر ارتقائی تغیر سمجھ رہے ہیں' جو ہمارے خیال میں اجتہاد اور نئے قوانین کا تقاضا کرتا ہے' وہ در حقیقت مغرب کی تقلید میں ہماری عام اخلاقی گراوٹ' غیر اسلامی نظریات سے ہماری محبت اور اسلام کے اخلاقی اور دینی ضبط اور نظم سے ہماری نفرت اور بغاوت کے عوامل ہیں جو ایک دوسرے پر عمل اور ردّ عمل کر رہے ہیں۔ یہ تمام حالات اسلام پر ہمارے یقین کے انحطاط کی علامات کے سوائے اور کچھ بھی نہیں۔ موجودہ صورت میں ہمارا اجتہاد' جو باطل ہو گا' ان افسوس ناک حالات کو بہتر نہیں بلکہ بد تر بنائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اجتہاد شریعت کے وقار کو اور اس کے ساتھ پورے اسلام کے وقار کو اور کم کرے گا' جس سے ہمارا یقین اور مضمحل ہو جائے گا اور ہم میں سے بعض لوگ جن کا ایمان پہلے ہی کمزور ہے ناحق اور ناروا طور پر یہ سمجھنے لگیں گے کہ اسلام ایک وقتی نظریہ حیات تھا جو حالات کے ساتھ بدل گیا ہے۔ لیکن اسلام کی ساری تاریخ بتا رہی ہے کہ ایسے اجتہاد کو سچے مسلمانوں نے کبھی قبول نہیں کیا اور اس کے باوجود سچا اسلام ہمیشہ زندہ اور باقی رہا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اقبال نے کہا ہے کہ یقین و ایمان کے انحطاط کے اس دور میں متقدمین کے قدم پر چلنا اس سے بدرجہا بہتر اور محفوظ تر ہے کہ ایسے لوگوں کا اجتہاد قبول کیا جائے جو نورِ ایمان سے محروم ہو چکے ہوں۔

ان حالات کا صحیح علاج یہ نہیں کہ ہم نئے قوانین وضع کریں جو ہمارے اعمال و افعال کو زیادہ سے زیادہ مصنوعی اور سطحی طور پر بدل سکتے ہیں' بلکہ ان کا صحیح علاج یہ ہے کہ ہم اسلام کے جدید نظام تعلیم کو نافذ کریں جس میں خدا کا تصور تمام طبیعیاتی' حیاتیاتی اور نفسیاتی یا انسانی اور اجتماعی علوم کو منظم کرنے والا محوری اور مرکزی تصور ہو۔ صرف

ایسا نظام تعلیم ہی فرد کو ذہنی طور پوری طرح سے بدل کر درست کر سکتا ہے۔ یہ نہ تو کوئی دیانت داری ہے اور نہ انصاف کہ ہم پہلے خود ہی ایک ایسا تعلیمی اور ثقافتی ماحول پیدا کریں جس میں فرد کی ذہنی اور نفسیاتی تربیت صرف اس طرح سے ہو سکے کہ وہ اسلام کے نقطۂ نظر سے سوچنے اور کام کرنے کے قابل نہ رہے۔ اور پھر یہ شکایت کریں کہ اس کے اعمال و افکار درست نہیں اور ایسے قوانین وضع کریں جو اس کے نادرست اعمال میں ایک بیرونی مصنوعی دباؤ کی صورت میں رکاوٹ پیدا کریں۔ قوانین صرف وہاں کام کرنے کے لئے وضع کئے جاتے ہیں جہاں تعلیم ناکام رہ گئی ہو۔ ہمارے لئے اس بات کا کوئی جواز موجود نہیں کہ ہم تعلیم کی اصلی دلوں کو بدلنے والی قوت کو آزمانے کے بغیر قوانین کی مصنوعی قوت سے کام لیں جو ہمارے ظاہری اعمال کو بھی بدل نہیں سکتی۔ تعجب کا مقام ہے کہ ہم معاشرہ کو جدید اسلامی نظام تعلیم کے ذریعہ سے حقیقی معنوں میں اور بنیادی طور پر بدلنے کی بجائے اسے مصنوعی اور سطحی طور پر بدلنے کے لئے موجودہ اسلامی قوانین کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں' حالانکہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ جب قوانین پر عمل کرنے کی نیت موجود نہ ہو تو ان کی زد سے بچ کر نہایت آسانی کے ساتھ ان کی خلاف ورزیاں کی جا سکتی ہیں۔

لیکن جدید اسلامی نظامِ تعلیم' جو نہ صرف اسلامی ہونا چاہئے بلکہ علمی اور عقلی لحاظ سے بھی محکم اور غیر متزلزل بنیادوں پر قائم ہونا چاہئے' اس بات پر موقوف ہے کہ آیا ہم تعلیم کا کوئی معقول اور صحیح فلسفہ' جو لازماً اسلامی فلسفہ ہو گا' پیدا کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور تعلیم کا ایسا فلسفہ انسان اور کائنات کی صحیح علمی اور عقلی توجیہہ دوسرے لفظوں میں اسلام کی سائنسی اور حکمیاتی توجیہہ کے ایک جزو کے طور پر ہی وجود میں آسکتا ہے' ورنہ وجود میں نہیں آسکتا۔ اور ہم دیکھ چکے ہیں کہ اسلام کی یہی سائنسی اور حکمیاتی توجیہہ ہے جو اسلامی نظام قوانین کی ایک ہی ممکن بنیاد بھی ہے۔ غرض ہم جس نقطۂ نظر سے بھی دیکھیں ہماری فوری ضرورت یہ نہیں کہ ہم اسلام کے قوانین کو بدل دیں بلکہ یہ ہے کہ ہم اصلی اور صحیح قسم کی اسلامی تحقیق کے ذریعہ سے اسلام کی حکمیاتی اور سائنسی توجیہہ پیدا کر کے اسلام پر اپنے ایمان کو تازہ کریں اور اسلام کی صحیح علمی اور عقلی واقفیت سے اپنے آپ کو مسلح کریں تاکہ محض عالم انسانی کا ایک جزو ہونے کی وجہ سے ہم جس نظریاتی جنگ میں

مجبوراً شریک ہیں اس میں فتح پائیں اور شکست کھا کر مٹنے سے محفوظ رہیں۔

میکانکی تحقیق کی ایک نئی قسم

جو لوگ اسلام کی محبّت سے بے نصیب ہو کر دل ہی دل میں غیر اسلامی نظریات کی طرف مائل ہو چکے ہیں' ان کی اس خواہش نے کہ اسلامی قوانین کو بدل دینا چاہئے' پاکستان میں ایک نئی قسم کی میکانکی تحقیق کو جنم دیا ہے جسے بہت سے مسلمان غلطی سے اسلامی تحقیق سمجھتے ہیں۔ پہلے اس بات کی خواہش کرنا کہ اسلامی قوانین کو غیر اسلامی نظریات کی سمت میں بدل دیا جائے اور پھر اس خواہش کی تکمیل کے لئے موافق حالات پیدا کرنے کی غرض سے ایسی صحافتی قسم کی کتابیں تیار کرنا جن میں ہمارے علماء متقدمین و متاخرین کے موجودہ علمی ذخیروں کو بلکہ قرآن اور حدیث کے ترجموں کو بھی ایک نئی ترتیب' نئی زبان اور نئے مفہوم کا جامہ پہنایا گیا ہو جو اس خواہش سے مطابقت رکھتا ہو' ایک ایسا عمل ہے جسے ہم ایک خاص مقصد سے انجام دی ہوئی میکانکی قسم کی کتاب سازی تو کہہ سکتے ہیں لیکن اسلامی تحقیق کا نام نہیں دے سکتے۔ اس کا مقصد یہ نہیں کہ اصلی اور حقیقی اسلام کی علمی' عقلی اور حکمیاتی بنیادوں کو دریافت کیا جائے اور واضح کیا جائے بلکہ یہ ہے کہ اس اسلام کو بدل دیا جائے اور جس حد تک بھی ممکن ہو غیر اسلامی نظریات اور ان کے تصورات کے قریب تر لایا جائے تاکہ ان نظریات کے چاہنے والوں کو اسلام سے مطمئن کیا جا سکے۔ لیکن اس قسم کی میکانکی تحقیق کا شوق رکھنے والے اس بات کو فراموش کر جاتے ہیں کہ وہ جن نظریات سے توافق کی آرزو رکھتے ہیں وہ خود ناپائیدار ہیں اور اپنا کوئی مستقبل نہیں رکھتے۔ اور صرف ایک ہی نظریۂ حیات یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ تاقیامت زندہ اور قائم رہے اور یہ وہی اسلام ہے جو حضور ﷺ نے ہم میں چھوڑا تھا اور جس پر صحابہؓ نے عمل کیا تھا۔

اس قسم کی میکانکی تحقیق کے مقصد اور طریق کار سے آشکار ہے کہ اسے انجام دینے کے لئے کسی بڑی علمی قابلیت کی ضرورت نہیں۔ چونکہ غیر اسلامی نظریات کے تصورات کی طرف جھکنا اور اسلام کی بجائے ان کی حمایت خود کرنا اور دوسروں کو ان کی حمایت پر آمادہ کرنا ایک لاشعوری عمل ہوتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ اس عمل کا شکار بنتے ہیں یہ سمجھتے ہیں

کہ انہوں نے اپنی ذہانت سے اسلام کی ایک نہایت ہی حیرت انگیز' اچھوتی اور دلکش تشریح دریافت کرلی ہے اور وہ اسے پیش کر کے اسلام کو بچانے اور ہر لعزیز بنانے کی ایک نہایت ہی بے نظیر خدمت بجالارہے ہیں جو دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہے۔

علمائے متقدمین کی اسلامی تحقیق ہمارے زمانہ کے چیلنج کا جواب نہیں بن سکتی

بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ اسلام کی سائنسی اور حکمیاتی تشریح جس کی ہمیں اس زمانہ میں ضرورت ہے شاہ ولی اللہ' امام غزالی اور دوسرے مقتدر ائمہ دین کی اسلامی تحقیق کے اندر پہلے سے ہی موجود ہے اور اب ہمیں اسلام کی مزید کسی علمی تشریح کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ خیال درست نہیں۔ ان بڑے بڑے ائمہ اور فضلاء کی اسلامی تحقیق خواہ ان کے اپنے زمانہ کے علمی چیلنج کے جواب کے طور پر کیسی ہی گراں قدر اور کارآمد کیوں نہ ثابت ہوئی ہو تاہم وہ جس صورت میں اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے' ہماری اس کوشش میں کہ ہم اسلام کی طرف سے اس زمانہ کے علمی چیلنج کا کافی اور شافی جواب مہیا کریں' ہماری ذرا بھی مدد نہیں کرسکتی۔ اس زمانہ کے حکیمانہ تصورات اور نظریات جو اسلام سے ٹکراتے ہیں اور جن کی تردید پیش کرنا ہمارا فرض ہے' مثلاً مارکسزم' ڈارونزم' فرائڈزم' ایڈلرزم' میکڈوگلزم' بی ہیویرزم' لاجیکل پازیٹوزم شپنگلرزم' ٹائنبزم وغیرہا' جو عصر حاضر کی مخصوص علمی فضا کی پیداوار ہیں اپنی نوعیت اور اپنے طرزِ استدلال کے لحاظ سے بالکل مختلف ہیں اور ہمارے بڑے بڑے متقدمین علماء اور فضلاء ان سے قطعی طور پر ناآشنا تھے۔ لہٰذا یہ خیال کرنا کہ وہ اپنی کتابوں میں ان کی تردید مہیا کرچکے ہیں حد درجہ کی سادگی ہے۔ چونکہ ہم ہی ان سے واقف ہوئے ہیں لہٰذا اسلام کی مدافعت کرنے اور اس کے علمی اور عقلی مقام کو بلند رکھنے کے لئے ان کی تردید بہم پہنچانا ہمارا ہی کام ہے۔ ہر دور کا علمی چیلنج مختلف ہوتا ہے اور اس کا جواب ان ہی مسلمانوں کو دینا ہوتا ہے جو اس دور میں زندگی بسر کرنے کی وجہ سے اس چیلنج کا سامنا کر رہے ہوں۔

اس بات کے علاوہ' جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے' اسلامی تحقیق کے فاضل کا کام نہ صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے غلط فلسفیانہ تصورات کی تردید کرے اور ان کو غلط

ثابت کرے' بلکہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے صحیح فلسفیانہ تصورات کی مدد سے' جو صحیح ہونے کی وجہ سے لازماً اسلام کی تائید کریں گے' اسلام کو عقلی اور علمی لحاظ سے زیادہ دلکش' زیادہ مضبوط اور زیادہ یقین پرور بنائے۔ جس طرح سے اس دور کے غلط فلسفیانہ تصورات صرف اسی سے مخصوص ہیں اسی طرح سے وہ صحیح فلسفیانہ تصورات جو اس زمانہ میں آشکار ہوئے ہیں اسی کا طغرائے امتیاز ہیں۔ یہ ثانی الذکر تصورات اول الذکر تصورات میں اس طرح سے دبے ہوئے ہوتے ہیں جس طرح کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں جواہرات۔ جب تک ہم نئے کوڑے کرکٹ کو برباد نہ کریں ہم نئے جواہرات تک نہیں پہنچ سکتے۔ غرض ہمیں اس زمانہ میں اصلی اسلامی تحقیق کے کام کو نہ صرف اس لئے انجام دینا پڑے گا کہ ہم نئے علمی کوڑے کرکٹ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں بلکہ اس لئے بھی کہ ہم نئے علمی جواہرات کو جو اس میں پڑے ہیں اپنے قبضہ میں لینا چاہتے ہیں۔

غلط فلسفیانہ تصورات کی ان تردیدوں کے نقائص جو اَب تک پیش کی گئی ہیں

پھر شاید یہ کہا جائے کہ اس زمانہ میں بھی کئی علماء اسلام عصر حاضر کے غلط فلسفیانہ نظریات کی تردیدیں مہیا کرنے کی کوشش کر چکے ہیں' لیکن ان تمام تردیدوں کا مشترک نقص یہ ہے کہ وہ ان نظریات کے ایسے مطالعہ پر مبنی نہیں جو مخالفت کے جذبہ سے الگ ہو کر منصفانہ اور ہمدردانہ طور پر کیا گیا ہو۔ لہٰذا وہ ان کی صحیح اور مکمل واقفیت پر قائم نہیں۔ اس کے علاوہ وہ بہت سے سوالات پیدا کرتی ہیں جن کا جواب نہیں دیتیں اور حقیقت انسان و کائنات کے بہت سے مسلمہ اور درست حقائق کو اپنے پیش کئے ہوئے قرآنی نظریہ کائنات کے ساتھ متعلق نہیں کرتیں اور ایک بگڑی ہوئی صورت میں بدستور غیر اسلامی نظریات کے ساتھ متعلق رہنے دیتی ہیں۔ لہٰذا وہ تشنہ اور نامکمل اور ناتمام رہ جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا علمی اور عقلی معیار دَورِ حاضر کے مسلمہ علمی اور عقلی معیاروں کے مطابق نہیں اور وہ فلسفیانہ استدلال اور حکیمانہ تشریح اور تفسیر کے رائج الوقت طریق اور تکنیک کی پیروی نہیں کرتیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ ان نظریات کے غیر مسلم ماننے والوں اور مسلمان ہمدردوں کو قائل نہیں کر سکتیں' لہٰذا بالکل بے اثر اور بے کار ہیں۔ ان کا مقصد زیادہ تر یہ ہے کہ ان مسلمانوں کو خوش کیا جائے جو زمانہ کے علمی چیلنج

سے بے خبر ہونے کی وجہ سے صحیح قسم کی اسلامی تحقیق کو کام میں لا کر اس چیلنج کا جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے اور حکمت اسلام کے اس علم سے مطمئن ہیں جو اس وقت تک میسر ہے اور غیر مسلموں کے سامنے پوری طرح سے پایہ ثبوت تک پہنچانے کے بغیر اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں کہ اسلام ماضی اور مستقبل کے تمام فلسفوں سے زیادہ معقول اور مدلل ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اسلام کے ایسے مکمل نظامِ حکمت کے بغیر جو کائنات کے تمام معلوم اور مسلم اور درست حقائق کو تسلیم کرتا ہو اور واضح کرتا ہو' کوئی چیز بھی ان حکیمانہ تصورات کا مکمل' مستقل اور یقین پرور جواب نہیں بن سکتی جو اس وقت ہمارے دین کی بنیادوں کے ساتھ ٹکرلے رہے ہیں۔

اسلامی تحقیق کے فن کی تعلیم اور تربیت ضروری ہے

شاید یہ بھی کہا جائے کہ شاہ ولی اللہ اور امام غزالی ایسے ائمہ دین جنہوں نے اسلام پر قیمتی تحقیقی اور تخلیقی کام کیا ہے نادر شخصیتیں تھیں جن میں اس قسم کے کام کی غیر معمولی خداداد صلاحیتیں تھیں اور ہمارے لئے یہ مشکل ہو گا کہ ہم اسلام پر اعلیٰ معیار کا اصلی تحقیقی کام' جس کی ہمیں اس وقت ضرورت ہے' ایسے عالموں کی خدمات کے ذریعہ سے حاصل کر سکیں جو ہمارے بہترین دماغ ہونے کے باوجود قدرت کی عطا کی ہوئی تخلیقی قابلیتوں سے بہرہ ور نہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں میرا مؤدبانہ التماس یہ ہے کہ ہر قوم میں ایسے افراد کافی تعداد میں ہوتے ہیں جن کو قدرت نے ہر قسم کی صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا ہوتا ہے۔ لیکن ان کی صلاحیتیں بالعموم مخفی رہتی ہیں' خواہ قوم کو ان کی صلاحیتوں کی کیسی ہی شدید ضرورت کیوں نہ ہو۔ لیکن جب تک کوئی صلاحیتوں کا مالک اتفاقاً ایسے حالات میں رہنے کا موقعہ نہ پائے جو ان کے مکمل اظہار اور نشو و ارتقاء کے لئے خاص طور پر سازگار ہوں' اس وقت تک وہ آشکار نہیں ہوتیں۔ سینکڑوں شاہ ولی اللہ اور غزالی ایسے ہوں گے جو سازگار حالات نہ پانے کی وجہ سے شاہ ولی اللہ اور غزالی نہیں بن سکے۔ اگر ہم بہت سے ذہین' اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اسلام دوست نوجوانوں کو ایسے حالات مہیا کریں جو اسلامی تحقیق کی قابلیتوں کی نشوونما کے لئے موافق ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان میں سے چند نہایت عمدگی اور کامیابی کے ساتھ اسلامی تحقیق کا وہ کام انجام نہ

دے سکیں جس کے بغیر ہماری بقا خطرہ میں ہے۔

اسلامی تحقیق کے فاضل کی ضروری علمی قابلیتیں

چونکہ اسلامی تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ دورِ حاضر کے غلط فلسفیانہ نظریات اور تصورات نے اسلام کو جو چیلنج دے رکھا ہے اس کا تسلی بخش جواب مہیا کیا جائے' لہٰذا جدید فلسفیانہ تصورات کا علم اور فہم اور جدید فلسفیانہ طرزِ استدلال کی واقفیت اور مہارت اسلامی تحقیق کے فاضل کی ضروری قابلیتیں شمار ہوں گی۔ اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سائنسی علوم مثلاً طبیعیات' حیاتیات اور نفسیات سے ایک عام واقفیت رکھتا ہو' بالخصوص ان علوم کی ان ترقیوں سے جو اس بیسویں صدی میں رونما ہوئی ہیں یہاں تک آشنا ہو کہ ان کے فلسفیانہ مضمرات اور نتائج کو سمجھ کر کام میں لا سکے۔ سائنس کی واقفیت سے اسے ایک اور فائدہ یہ حاصل ہو گا کہ وہ سائنسی طریق تحقیق اور طریق بیان کو سمجھنے کی وجہ سے اپنی طرزِ تحریر کو معقولیت اور برجستگی کے سانچوں میں ڈھال سکے گا۔ یہ کہنا ضروری نہیں کہ اسے کم از کم تحریری عربی زبان کی درجہ اول کی واقفیت حاصل ہونی چاہیئے' کیونکہ یہ اس کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر وہ قرآن اور حدیث اور فقہ کی کتابوں کے مطالب اور مضامین تک براہ راست دسترس نہیں پا سکتا۔ ایک اور خصوصیت جو اس کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے محبت رکھتا ہو اور اس کی عائد کی ہوئی اخلاقی اور دینی پابندیوں کو بطیب خاطر قبول کرتا ہو۔

وہ شخص جو ایک فلسفی کی تربیت' مہارت اور بصیرت سے بے بہرہ ہو اور آج تک کے تمام فلسفیانہ تصورات اور سائنس کے تازہ انکشافات کے فلسفیانہ مضمرات کی پوری واقفیت نہ رکھتا ہو تو خواہ اسے قرآن اور حدیث اور فقہ اور علماء متقدمین کی تمام کتابیں ازبر ہوں وہ اصلی اسلامی تحقیق کے کام کو مطلقاً انجام نہیں دے سکتا' کیونکہ اس صورت میں وہ جان نہیں سکتا کہ ان تصورات پر اسلام کی تنقید کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسی قابلیتوں کے افراد پوری تعداد میں اور بآسانی میسر نہیں آ سکتے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہمارے ملک کا کوئی اسلامی تحقیق کا ادارہ کسی ایک فاضل کی راہنمائی میں' جو دوسروں سے زیادہ ان قابلیتوں کا مالک ہو' ہر سال چند موزوں تعلیم یافتہ افراد

میں خاص تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے ان قابلیتوں کو پیدا کرے تاکہ اسلامی تحقیق کا کام خاطر خواہ طریق سے جاری رہ سکے۔ ان افراد کو معقول تنخواہیں دی جائیں اور تعلیم و تربیت سے فارغ ہونے کے بعد ماہر تحقیق اسلامی کی معتبر سندیں دی جائیں۔

تحقیق اسلامی کی تعلیم و تربیت کے ضروری نکات

اسلامی تحقیق کے راہ نما فاضل کو چاہئے کہ ہر فاضل پر جو اس کے زیر تربیت ہے دورانِ تربیت اچھی طرح سے واضح کردے کہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ :

(۱) قرآن حکیم کی روح سے پوری طرح سے واقفیت پیدا کرے۔ اگر وہ قرآن کی روح سے واقف نہیں ہوگا تو اس کیلئے ناممکن ہوگا کہ وہ غلط فلسفیانہ تصورات کو صحیح فلسفیانہ تصورات سے ممیّز کرسکے۔ اس کے سارے تحقیقی اور تخلیقی کام کی اہمیت کا دارومدار اس بات پر ہے کہ آیا وہ غلط تصورات کو صحیح تصورات سے تمیز کرسکتا ہے یا نہیں۔ لہٰذا اسے اپنے وقت کا بہت سا حصہ قرآن و حدیث اور سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ اور اُمت کے صلحاء و صوفیا کی سوانح حیات کے مطالعہ میں صرف کرنا ہوگا۔

(۲) ان فلسفیانہ نظریات اور تصورات سے پوری پوری واقفیت پیدا کرے جو اسلامی نظریہ انسان و کائنات سے مغائرت رکھتے ہیں اور جن کو اسے غلط اور بے بنیاد ثابت کرنا ہے۔

اس غرض کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان نظریات اور تصورات کے اصلی ماخذ کا براہ راست اور ہمدردانہ مطالعہ کرے۔ جب تک ہم کسی کامیاب اور بڑے فلسفی کے افکار کا مطالعہ ہمدردانہ نقطۂ نگاہ سے نہ کریں ہم اس کو ٹھیک طرح سے نہیں سمجھ سکتے اور جب تک ہم اسے ٹھیک طرح سے نہ سمجھیں ہم اس کی غلطیوں کو آشکار نہیں کرسکتے۔

(۳) دورِ حاضر کے فلسفیانہ نظریات اور جدید سائنسی انکشافات کے فلسفیانہ مضمرات اور نتائج سے مکمل واقفیت پیدا کرے۔

(۴) اپنی تحقیق کے نتائج کو ضبط تحریر میں لاتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھے کہ دنیا بھر میں چوٹی کے غیر مسلم علماء اور حکماء اس کے مخاطب ہیں۔ کیونکہ صرف اسی صورت میں

وہ زیر تحقیق علمی مسائل پر ایسے خالص سائنسی اور غیر جانبدارانہ نقطۂ نظر سے بحث کر سکے گا جو غیر مسلم اور مسلمان دونوں کے لئے یقین افروز ہو۔

(۵) اس بات کی کوشش کرے کہ جس غلط تصور کو وہ غلط ثابت کر رہا ہے اس کی جگہ صحیح تصور کو رکھے اور یہ صحیح تصور جس قدر سوالات پیدا کر رہا ہو ان سب کا تسلی بخش جواب دے۔ فلسفیانہ مسائل میں ایک منفی نقطۂ نظر یقین پیدا نہیں کر سکتا۔ لیکن جب کسی صحیح تصور کے پیدا کئے ہوئے تمام سوالات کا جواب دیا جائے تو ایک مکمل فلسفۂ کائنات وجود میں آجاتا ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ وہ غلط تصورات جس کی جگہ یہ صحیح تصور لے رہا ہے کسی اور غلط فلسفہ کائنات کا جزو ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ انسان اور کائنات کا ایک مکمل صحیح فلسفہ پیدا نہ کرے وہ کسی غلط فلسفیانہ تصور کو غلط ثابت نہیں کر سکتا۔

مثال کے طور پر جب تک وہ ایک ایسا اسلامی فلسفہ تاریخ پیدا نہ کرے جو عقلی اور علمی لحاظ سے مکمل طور پر قابل قبول ہو وہ بے خدا اشتراکی فلسفہ تاریخ کا ابطال نہیں کر سکے گا۔ پھر اس کا یہ اسلامی فلسفہ تاریخ بہت سے سوالات پیدا کرے گا جو اس کو فلسفہ کے اور مسائل میں کھینچ لائیں گے اور اگر وہ ان سوالات کا بھی جواب دے گا جیسا کہ اسے ضرور دینا چاہئے تو پھر اس کا فلسفہ تاریخ محض ایک فلسفہ تاریخ ہی نہیں رہے گا بلکہ کائنات کا ایک مکمل فلسفہ بن جائے گا۔ اسی طرح سے جب تک کہ وہ عمل ارتقاء کے سبب کا کوئی ایسا فلسفہ مہیا نہ کرے جو قرآن کے نظریہ انسان و کائنات کے ساتھ مطابقت بھی رکھتا ہو اور علمی اور عقلی نقطۂ نظر سے مکمل طور پر تسلی بخش بھی ہو اس وقت تک وہ ڈارون کے بے خدا میکانکی نظریہ کائنات کی کامیاب تردید نہیں کر سکے گا۔ پھر اس کے قرآنی نظریہ تاریخ کی طرح اس کا قرآنی نظریہ ارتقاء بھی بہت سے سوالات پیدا کرے گا جن کا جواب ایک مکمل فلسفہ کائنات کی صورت اختیار کرے گا۔

(۶) جب وہ کسی غلط نظریہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے بعض تصورات کو درست قرار دے کر ان کی مدد لے تو کسی دوسرے نظریہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے ان کو غلط قرار نہ دے۔ اسی طرح سے جب وہ کسی صحیح قرآنی تصور کو درست ثابت کرتے ہوئے

بعض تصورات کو غلط قرار دے دے تو پھر کسی دوسرے صحیح قرآنی تصور کو درست ثابت کرتے ہوئے ان کو صحیح قرار نہ دے۔ اور پھر جب وہ کسی غلط تصور کو غلط ثابت کرتے ہوئے بعض تصورات کو غلط قرار دے دے تو کسی اور تصور کو غلط ثابت کرتے ہوئے ان کو درست قرار نہ دے۔ اس کے برعکس اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر تصور کے بارہ میں ایک ہی موقف پر قائم رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی تصور کے درست یا نادرست ہونے کے بارہ میں وہ ایک ایسا موقف اختیار کرے جس سے وہ ہر حالت میں وابستہ رہ سکتا ہو۔ دوسرے لفظوں میں وہ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لے کہ مختلف غلط نظریات اور تصورات کو غلط ثابت کرنے کی جو کوشش وہ کرے گا وہ اسی صورت میں بے خطا اور کامیاب ہو گی جب وہ ان سب کی تردید کے لئے صرف ایک ہی نظریہ کائنات کو' جو ظاہر ہے کہ صحیح اور قرآنی نظریہ کائنات ہی ہو گا' کام میں لائے گا۔ اس صورت میں اس کے اسلامی نظریہ تاریخ کو مکمل کرنے والا فلسفہ کائنات اور اس کے نظریہ ارتقا کو مکمل کرنے والا فلسفہ کائنات' جن کا ذکر اوپر الگ الگ کیا گیا ہے' دونوں ایک دوسرے سے ذرہ بھر مختلف نہیں ہو سکتے اور دونوں ایک ہی ہوں گے۔

صحیح فلسفۂ کائنات صرف ایک ہے اور وہ اسلام کا فلسفۂ کائنات ہے

اسلام کے ضمن میں جب فلسفہ کا ذکر آتا ہے تو بعض مسلمان یہ کہا کرتے ہیں کہ اسلام کا فلسفہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خیال بہت بڑی غلطی ہے۔ حکمت اور فلسفہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ قرآن مجید حکمت کی کتاب ہے اور "حکیم" خدا کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ہے۔ فلسفی صداقت کی تلاش کرتا ہے کیونکہ صداقت کے اندر ہی یہ صلاحیت ہے کہ وہ علمی اور عقلی لحاظ سے درست ہو اور درست ثابت کی جا سکے۔ فلسفی صداقت کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے اور اسے صداقت نہیں ملتی۔ لیکن خدا تو بات ہی وہ کہتا ہے جو از سر تا پا صداقت اور حق ہوتی ہے (وَ قَوْلُهُ الْحَقُّ) لہٰذا اگر خدا کی بات حکمت نہیں تو اور کس کی بات حکمت ہے؟ پھر فلسفی کائنات کے بھید کو تلاش کرتا ہے اور اسے نہیں ملتا۔ یہی سبب ہے کہ وہ اپنے فکر اور استدلال میں غلطیاں کرتا ہے۔ لیکن خدا وہ ہے جو

کائنات کے بھید کو جانتا ہے' وہ دوسرے فلسفیوں کی طرح سر کائنات سے ناآشنا نہیں کہ اس کی بات سچی اور بے خطا حکمت نہ ہو۔ اسی بنا پر وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی بات سچی ہے۔ ﴿ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ قرآن حکیم مجمل حکمت کائنات ہے' اور اس کی تفصیل اور تشریح بھی جو تاقیامت ہوتی رہے گی' حکمت کائنات ہے۔ یہی تشریح اور تفسیر کتابِ حکمت ہے جسے حضورؐ نے بھی سکھایا : ﴿ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ ﴾ اور جسے خدا کے وہ بندے جنہیں خیر کثیر عطا ہوگی تاقیامت سکھاتے رہیں گے۔ ﴿ وَمَنْ یُّؤْتَی الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْراً کَثِیْراً ﴾ اور جسے تبلیغ دین کے لئے کام میں لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾

ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں صرف ایک فلسفہ صحیح ہے اور باقی سب فلسفے غلط ہیں اور صحیح فلسفہ وہ ہے جو قرآن حکیم پر مبنی ہو اور جو خدا کے عقیدہ سے آغاز کرے اور خدا کے عقیدہ پر ختم ہو' لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسلام کا فلسفہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر اسلام ایک فلسفہ نہیں تو وہ دَورِ حاضر کے فلسفوں کا جواب بھی نہیں دے سکتا۔ اور مسلمان ان غلط فلسفوں سے اپنی حفاظت نہیں کرسکتے اور اس کو ساتھ لے کر اسلام کی تبلیغ اور اشاعت نہیں کرسکتے اور باطل فلسفہ کے پرستاروں کو مشرف باسلام نہیں بناسکتے۔ لیکن قرآن تو نازل ہی اس لئے ہوا ہے کہ لوگ جن باتوں میں اختلاف کرتے ہیں ان کا فیصلہ کرے۔ جب ہم ایک معمولی آدمی سے ایسی بات کی توقع کرتے ہیں جو علم اور عقل کے معیاروں پر درست بیٹھتی ہو تو کیا خدا جو بات کرتا ہے اس سے یہ توقع نہیں کرسکتے۔ اگر خدا کی بات ان علمی اور عقلی معیاروں کے مطابق ہے جو انسان کے دل میں رکھے گئے ہیں تو پھر ان معیاروں کے مطابق خدا کی بات کھول کر بیان کرنا اسلام کا فلسفہ ہے جو اس زمانہ کے باطل نظریات کا جواب ہے اور ہمارے ایمان کا محافظ اور ہمارے ظن وشک کا علاج ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دین اسلام عمل کے کچھ قواعد اور ضوابط پر مشتمل ہے لیکن یہ قواعد اور ضوابط بے معنی نہیں بلکہ قدرت کے غیر مبدّل قوانین پر مبنی ہیں جو فطرت انسانی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قواعد اور ضوابط خود بھی غیر مبدّل ہیں۔

﴿ فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ..... ﴾

اگر چہ ایک ٹیلی ویژن سیٹ کا مالک جو اپنے سیٹ کے استعمال کے طریقے جانتا ہے اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے' لیکن جب تک وہ ان قوانین قدرت کو نہیں جانتا جن پر یہ طریقے مبنی ہیں' وہ ٹیلی ویژن کا عالم یا ماہر نہیں سمجھا جا سکتا' کیونکہ وہ کسی شک کرنے والے کو یہ نہیں سمجھا سکتا کہ ٹیلی ویژن کیوں اور کس طرح سے کام کرتا ہے۔ اسی طرح سے جو شخص ان قوانین قدرت کو نہیں جانتا جن پر اسلام کے قواعد اور ضوابط مبنی ہیں وہ اس وقت تک اسلام کی پوری واقفیت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا اور مسلم یا غیر مسلم مفکرین کو کامیابی کے ساتھ اسلام کی دعوت نہیں دے سکتا۔ ان قوانین قدرت کا علم ہی اسلام کا فلسفہ یا حکمت دین ہے۔

حکمتِ دنیا فزاید ظن و شک
حکمتِ دینی برد فوق و فلک

(رومی)

القاسم اکیڈمی کی ایک علمی اور تاریخی پیش کش

حضرت امام عبداللہ بن مبارکؒ (تذکرہ وسوانح اور حیرت انگیز واقعات)

========== تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی ==========

• نام ونسب، ولادت، ابتدائی تعلیم • والد گرامی کا تذکرہ • عبادت و تقویٰ اور اخلاق وعادات • تصانیف اور علمی سرمایہ • نصائح ،اقوال رشد وہدایت • کلمات طیبات • ذوق علم وادب • پسندیدہ اشعار • استفادہ وافادہ ،اسفار اور تحصیل علم • اساتذہ اور تلامذہ • ابن مبارک کے بعض اصول حدیث ، فقہی شغف اور اسناد کا اہتمام • امام اعظم کا فقہی مقام ابن مبارکؒ کی نظر میں • اہل علم حضرات کے لئے ایک نادر تحفہ ☆☆ خوبصورت ٹائیٹل، کمپوزنگ، طباعت، کاغذ ہر لحاظ سے معیاری ☆☆ 45روپے یا اسی مالیت کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کر سکتے ہیں ۔

ناشر : ...... القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان